علوم نبوی ﷺ کے فروغ میں اصحابِ صفہ کا کردار، علمی و تحقیقی جائزہ

The role of Ashab e Suffa, the componions of Suffa, in the spreading of teachings of the Holy Prophet (Peace Be Upon Him)

محمد رفیق

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی

ABSTRACT:

The componions of suffa occupies a fundamental and key place in the spreading and diamerging of Islamic learning during time of the Prophet (PBUH). Actually they were the direct and devoted deciples of the Holy Prophet (PBUH) who gave their mexium time for the prophetic learnings.they learned the most, memorized the holy quran, hadith of the Holy Prophet (PBUH) and wrote their own scapture of Prophet sayings. Latter on, they further imparted and deliverd the teachings and learnings of the Holy Prophet to thousands of million muslims. The companions of Suffa tought Quran, Hadith, fiqa and all the other teachings of Prophet. In short theire services in spreding of prophetic teachings are unprecedented. This artical, by making the best use of old and new sources of learning, throughs a detaled light on the services of Ashab e Suffa in the spreding and dimerging of Prophetic learnings.

Keywords: Ashab e Suffa, Prophetic learnings, role, spreding.

تمہید:

تاریخ انسانی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب خالق کائنات نے انسان اول حضرت آدم کو تخلیق کیا تو ساتھ ہی انہیں زیور علم سے بھی سرفراز فرمایا یہی وجہ ہے جس کی وجہ سے انسان کو مخلوقات میں شرف و منزلت کا رتبہ و مقام ملا۔ چونکہ علم ہر دور و زمانے میں ارتقاء کا پہلا زینہ ہے۔ اسی وجہ سے ہر نبی نے اپنی قوم کو اس صفت کو پالینے کا خصوصی درس دیا۔ تاکہ وہ زندگی کے سفر میں حقیقی مقصود سے دور نہ چلا جائے۔

اس تناظر میں جب رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بعثت کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو بعثت کے ساتھ سے ہی حصول علم کی تلقین کی گئی اور پہلا حکم ہی "اقرا" پڑھنے کا ہوا۔ جس سے اسلام میں علم کی عظمت و اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ معلم کتاب و حکمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ کی نبوی ﷺ زندگی اشاعتِ دین اور فروغِ تعلیم سے عبارت ہے۔ بالخصوص مدنی زندگی میں جب ایک آزاد اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا تو آپ ﷺ نے پہلے ہی مرحلے میں مسجد نبوی ﷺ سے متصل "صفہ" جیسے عظیم اور مثالی تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی۔ جس کے تلامذہ "اصحابِ صفہ کے نام سے معروف ہوئے۔ بلاشبہ "اصحاب صفہ نے دین اسلام کی ترویج اور علوم نبوی ﷺ کے فروغ میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ یہ "اصحاب صفہ "ہی تھے جنہوں نے علوم نبوی ﷺ کے فروغ اور اشاعتِ علم میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے احادیث نبوی ﷺ کی تدوین اور ہر شعبہ زندگی میں علوم نبوی ﷺ کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

علم کا معنی و مفہوم:

علوم، علم کی جمع ہے۔ اہل لغت نے لفظ علم کے بہت سے معانی بیان کیے ہیں۔ جن میں روشنی، جاننا، سیکھنا، دریافت کرنا، یقین کرنا، معرفت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

سید شریف نے علم کے کئی معنی و مفہوم بیان کیے ہیں جس میں سے ایک اہم معنی یہ ہے:

"العلم هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع"(۱)"علم وہ پختہ یقین ہے جو واقع کے مطابق ہوتا ہے"

مشہور ماہر لغت علامہ لویس معلوف علم کے معنی سے متعلق رقم طراز ہیں:

"العلم "مصدر، حقیقت شئ کا ادراک، یقین و معرفت"(۲)

علم کے معنی امام غزالی کے بقول:

"العلم هو معرفة الشئى على ماهو به" (۳)"کسی چیز کو جیسی وہ ہے 'اسی طرح جاننا "علم" کہلاتا ہے۔

الکندی سے لے کر امام غزالی تک نے علم کی پانچ سو سے زائد تعریفیں بیان کی ہیں...اس میں احوال وافعال، اوصاف واصناف ،زمان و مکان، روح و جسم، صنعت و حرفت اور جملہ مظاہر کائنات کی معرفت شامل ہیں"(۴)

تصورِ علم اور قرآن حکیم:

علم کے قرانی تصور کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے علم کا جو تصور بیان کیا ہے۔وہ تعقل، تفقہ، حکمت اور ہدایت کے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حصول علم اور علم سے سرفراز لوگوں کو قرآن حکیم میں علم سے قریب تر القابات سے پکارا گیا ہے۔ مثلا "اولوا العلم، علماء، عالمون، اولی العلم، ذی علم، راسخون فی العلم" وغیرہ۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر "اُولُوالْعِلْمِ" (۵)"جنہیں علم دیا گیا"کا تذکرہ ہے۔

اور ایک مقام پر" وَأُوتِيْنَا الْعِلْمَ "(٦)"ہمیں علم دیا گیا"کی تعبیر سے علم کا مفہوم و معنی بیاب کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی کا جو تصور بنتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ علم والے کھلی اور واضح نشانیوں کی روشنی میں اللہ پر، یوم آخرت پر اور قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور ایمان والوں اور "علم والوں کے درجات اللہ کے نزدیک بہت بلند ہیں"(۷)

اسی طرح علماء کی فہرست میں جن لوگوں کو شمار کیا گیا ہے ان کا ذکر آٹھ مختلف قرآنی سورتوں میں ملتا ہے۔ جن میں سورہ یوسف :۲۴, سورہ الانبیاء:۸۱،۵۱، سورہ فاطر:۲۸، سورہ الشعراء:۱۹۷، سورہ العنکبوت:۴۳، سورہ الروم:۲۲۔ قرآن مجید میں علماء کا ذکر بھی دو مقامات پر آیا ہے۔ ایک جگہ تو صرف علمائے بنی اسرائیل کے لئے اور دوسری جگہ زیادہ جامع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"انَّمَا يَخْشَي اللّه مِنْ عِبَاده الْعُلَمَاء"(۸)"اللہ سے اس کے بندوں میں علم رکھنے والے ڈرتے ہیں۔"

اسی طرح قرآن حکیم میں "عَالِمِيْنَ "کا ذکر بھی تین بار ہوا ہے۔جو سورۃ آل عمران، سور یوسف، سورۃ الانبیاء میں موجود ہے ۔ذی علم کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی دو آیات میں آیا ہے۔ ایک آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ ذی اور صاحبِ علم وحی و فراست تھے:

" وَاِنّه لَذُوْ عِلْمٍ لّمَا عَلَّمْنَاه وَلَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ"(۹)

"بے شک وہ صاحب علم تھے کیونکہ ہم نے ان کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

قرآن حکیم میں علم رکھنے اور جاننے والوں کو "اہل الذکر"کی صفت سے بھی یاد کیا گیا۔ ارشاد ربّانی ہے:

"فَاسْئَلُوا أهلَ الذِّكْرِ انْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ"(۱۰)"اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل الذکر سے پوچھ لو"

مندرجہ بالا قرآنی اصطلاحات سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ علم والے وہ لوگ ہیں جو حقائق کائنات اور حقیقت نفس الامری کو سمجھنے اور جاننے والے ہوں اور جو دنیا و آخرت کو سنوارنے کی نہ صرف خود کوشش کرتے ہوں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوں۔ یہ لوگ کائنات میں اپنے مقصد حیات اور اپنے مقام کو جان چکے ہیں۔ علم کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے دوسری اصطلاحات والفاظ جو قرآن مجید نے جابجا ذکر کئے ہیں مثلاً ہدی، برہان، کلام وغیرہ۔ یہ دراصل علم کی مختلف شاخیں ہیں۔"قرآن مجید نے لفظ علم کا احاطہ (۱) علم اشیاء۔(۲) علم ہدایت۔(۳) علم صفات۔(۴) علم منطق الطیر۔(۵) علم غیب اور (۶) علم شہادہ جیسے مختلف علوم ذکر سے کیا ہے"(۱۱)

در حقیقت علم اپنے معنی و مفہوم میں انتہائی وسیع ہے اور دین اسلام اور قرآن حکیم نے علم کی جامعیت کو مزید جلا بخشی ہے۔ کیونکہ "جاہلیت" کا لفظ اسلام کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام کا طریقہ سراسر علم ہے۔ کیونکہ اس کی طرف خدا نے رہنمائی کی ہے، جو تمام حقائق کا علم رکھتا ہے، اس کے برعکس ہر وہ طریقہ جو اسلام سے مختلف ہے۔ وہ جاہلیت کا طریقہ ہے"(۱۲)

نزولِ وحی اور علومِ نبوی ﷺ:

قرآن حکیم وہ کتاب ہدایت اور زخیرہ علوم ہے جسے اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے لئے نازل کیا۔ قرآن مجید سے علوم کے وجود کو فروغ ملا اور بلا واسطہ یہ بہت سے علوم و فنون کی توسیع کا باعث بنا۔ قرآن مجید جامع اصول کلیات ہے، جس میں جامع قانون ہدایت ہے۔ اور اس کے جزئیات کی تفصیل کا کام نبی کریم ﷺ کو تفویض کیا گیا۔ قرآن مجید اختصار کے باوجود جامع اور محفوظ ہے۔ قرآن مجید قوانین کلیہ کا مجموعہ ہے۔ اور جب اس کے نزول کی تکمیل ہو گئی تو شریعت بھی مکمل ہو گئی۔ علامہ ابو اسحاق الشاطبی فرماتے ہیں:

''والقوانين الكليةلافرق بينهما وبين الاصول الكلّية التي نصّ عليها"(۱۳)

"قرآن مجید قوانین کلیہ کا مجموعہ ہے اور اس میں تمام اصول و کلیات جمع ہیں جب نزول کی تکمیل ہو گئی تو اس کو منصوص کر دیا"

قرآن مجید میں موجود اصول و کلیات دراصل علوم ہی ہیں اور ان کا نفاذ عہد نبوی ﷺ میں نزول وحی کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ اسی طرح نزول قرآن کے ساتھ عہد رسالت و عہد صحابہ میں علوم سے واقفیت اور پھر اس کی تدوین کے مراحل وجود میں آنے لگے

۔چونکہ عہد نبوی ﷺ میں نزول وحی کا سلسلہ وقتاً فوقتاً حسب ضرورت وحال جاری تھا اور پھر یہی نزول وحی علوم کے ارتقاء کا سبب بنا ۔حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے چار سوالات اور نبی کریم ﷺ کی جانب سے ملنے والے جوابات سے علوم قرآنیہ ونبویہ کی بنیاد پڑھی اور علوم کی مندرجہ ذیل چار شاخیں سامنے آئیں۔جو حسب ذیل ہیں:

"الف:ایمان کے جواب کی روشنی میں علم کلام وعقائد معرض وجود میں آیا۔

ب:اسلام کے جواب میں علم الاحکام،فقہ اور اصول فقہ معرض وجود میں آیا۔

ج:احسان کے جواب کی بنیاد واساس پر علم تصوف کا ظہور ہوا۔

د:علامات قیامت کے جواب کے نتیجے میں علم الفتن منصہ شہود پر آیا"(۱۴)

علومِ اسلامیہ کی پہلی اور سب سے بڑی بنیاد قرآن کریم چونکہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوا تھا،اس لیے ان علوم کی تدوین ممکن نہ تھی۔ چنانچہ یہ علوم صحابہ کرام کے پاس اسی طرح محفوظ تھے۔اگرچہ تدوین کی بنیاد واساس اس حد تک موجود تھی کہ صحابہ کرام (اصحاب صفہ) میں سے "مختلف صحابہ کی روایات میں تنوع تھا۔بعض صحابہ کی روایات زیادہ تر تفسیر سے متعلق ہوتیں،بعض صحابہ کی روایات مسائل فقہیہ کی بنیاد اور بعض صحابہ نے صرف مغازی وسیر کی روایات کو نقل کیا،جس پر تاریخ وسیرت کے علوم مدون ہوئے اور غیر شعوری تدوین اس طرح عمل میں آنے لگی"(۱۵)

"اصحاب صفہ چونکہ براہ راست وحی الٰہی کے شاہد تھے،اس لیے وہ ہر وحی کو اسی وقت اپنے پاس محفوظ کر لیتے۔اس طرح مختلف علوم نشو ونما پانے لگے اور صحابہ بالخصوص اصحاب صفّہ ان الہامی علوم یا علوم نبوی ﷺ کو محفوظ و مدوّن کرتے رہے اور ان کی اشاعت میں عہد وقت معروفِ عمل نظر آتے۔اصحاب صفہ کی مختصر فہرست کچھ یوں ہے۔

اصحابِ صفہؓ ایک نظر میں:

صفہؓ ایک ایسی درسگاہ تھی جس میں ہر وقت علمی مشاغل کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتے تھے اور ان ہی مشاغل میں بعض صحابہ کرام تو مستقل صفہ میں رہائش پذیر رہتے اور ان کے اخراجات کی ذمہ داری دیگر صحابہ اور خود رسول اللہ ﷺ برداشت کرتے

تھے۔ اس کے علاوہ اصحاب صفہ میں معلمین کی جماعت بھی تھی جن میں سے بعض کو مستقل ذمہ داری دی گئی تھی اور بعض ضمناً معلم کی ذمہ داری ادا کیا کرتے تھے۔

اصحاب صفہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ ساتھ ہی ہر صحابی مقام و مرتبہ میں نمایاں مقام کا حامل بھی۔ اگر صفہ کے ہر طالب علم کا تعارف زیر بحث لایا جائے تو مضمون انتہائی طویل اور مقصد عنوان سے دور چلا جائے گا۔ ذیل میں صرف منتخب اصحاب صفہؓ کی تعداد اور ناموں پر اکتفا کیا جائے گا۔ جنہوں نے علوم نبوی ﷺ کی تدوین اور نشر و اشاعت میں کلیدی اور تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

اصحاب صفہ میں جو صحابہ کرام معروف ہیں۔ تحقیق کے بعد ان کی تعداد تقریباً ۱۱۸ کے لگ بھگ ہے۔ اور ان میں سے کچھ چیدہ چیدہ اور منتخب اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابی بن کعب۔ حضرت ابو ہریرہ۔ حضرت ابو ایوب انصاری۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ حضرت ابو ذر غفاری۔ حضرت ابو درداء۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری۔ حضرت انس بن مالک۔ حضرت براء بن مالک۔ حضرت بلال حبشی۔ حضرت جندب بن جنادہ۔ حضرت حذیمہ بن یمان۔ حضرت خباب بن ارت۔ حضرت زید بن ثابت۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت سالم۔ حضرت شداد بن اوس۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم۔ حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت عبد اللہ بن عباس۔ حضرت عبادہ بن صامت۔ حضرت مقداد بن اسود۔ حضرت معاذ بن جبل۔ حضرت مصعب بن عمیر و دیگر۔

صفہؓ اور اصحاب صفہؓ کے علمی فیضان کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ "اصحاب صفّہ" میں سے بعض علوم نبوی ﷺ یعنی کتاب و سنت اور فقہ و فتوٰی کے ترجمان و معلم ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم والسنہ کے بھی عالم تھے، چنانچہ صفّہ کے باالواسطہ ی بلاواسطہ فیضِ علمی کی بدولت مختلف اسلامی علوم و فنون کے ماہر پیدا ہوئے یا انہیں مزید جلد عطا ہوئی۔ مثلاً علم الانصاب میں سیدنا ابو بکر صدیق، ابوالجہم بن حذیفہ، جبیر بن مطعم سب سے بڑے عالم تھے، ان کے علاوہ حضرت عثمان بن عفّان، علی بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب بھی اس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ زید بن ثابت سریانی زبانکے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے چند دنوں میں اس زبان میں لکھے پڑھنے کی مہارت حاصل کرلی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق تعبیر رویا میں سب سے آگے تھے۔ عبد اللہ بن عباس حدیث ، تفسی، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے، حضرت ابوالدرداء حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے

جامع و معلّم تھے۔ حضرت عقبہ بن عامر جنبی قرآت، فرائض وفقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور فصیح و بلیغ جلیل و قدر محدث تھے۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حدیث وفقہ کے ساتھ ساتھ انصاب عرب، اشعار عرب اور علوم نبوی ﷺ مرجع تھیں۔

اور تمام اصحاب صفّہ نے مختلف اسلامی علوم وفنون اور علوم نبوی ﷺ کی ترویج و اشاعت میں قابلِ ذکر اور تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

علومِ نبوی ﷺ اور اصحابِ صفہ:

قرآنی علوم ہی علوم نبوی ﷺ ہیں۔ جن کی تحصیل اور فروغ پر زور دیا گیا۔ اس لیے وہ تمام علوم جن کی تحصیل پر قرآن مجید نے اس قدر زور دیا ہے عام طور ان علوم کی تقسیم دو طرح سے کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک کو مادی یعنی مادی علوم اور دوسری قسم کو دینی یعنی روحانی علوم کہا جاتا ہے۔

(۱) مادی علوم: مادی علوم سے مراد تمام سائنسی علوم اور ان کی شاخیں ہیں، یہ صرف علم حساب اور جغرافیہ تک محدود ہیں۔ مادی علوم کی تفصیل یہ ہے:

(۱) جیالوجی۔ (علم طبقات الارض) (۲) باٹنی۔ (علم نباتات) (۳) زولوجی۔ (علم حیوانات) (۴) فزکس۔ (علم طبعیات)
(۵) کمیسٹری۔ (علم کیمیا) (۶) اکنامکس۔ (علم اقتصادیات) (۷) مکینکس۔ (علم جر ثقیل) (۸) اسٹرالوجی۔ (علم ہیئت)
(۹) اناٹمی۔ (علم الاعضائ) (۱۰) فزیالوجی۔ (علم افعال الاعضاء) (۱۱) میڈیسن۔ (علم طب)

(۲) روحانی علوم: روحانی علوم میں علم کلامِ تصوف اور الٰہیات کے تمام مسائل شامل ہیں۔ جیسے

(۱) اللہ کا وجود۔ (۲) اللہ کی توحید۔ (۳) اللہ کی صفات۔ (۴) نبوت۔ (۵) معاد۔ (یومِ حشر اور یومِ آخرت)
(۶) عبادات و معاملات۔ (۷) اخلاق وادب۔ (۸) حقوق و فرائض۔ (۹) تمدن و معاشرت وغیرہ وغیرہ۔ (۱۶)

قرآن مجید انتہائی تاکید کے ساتھ ان تمام علوم کی تحصیل کا حکم دیتا ہے۔ دنیوی ومادی علوم کو دینی وروحانی علوم کا وسیلہ اور معرفت الٰہی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اصحاب صفہ ان تمام علوم سے سرشار تھے۔ ذیل میں مندرجہ بالا علوم میں سے چیدہ چیدہ علوم زیر بحث

آئیں گے جن کو اصحاب صفہ نے سیکھنے کے بعد ان کی اشاعت اور فروغ میں قابلِ ذکر اور بھرپور کردار ادا کیا۔ یہ علوم جو قرآن حکیم کو سمجھنے میں بنیادی کردار بھی ادا کرتے ہیں۔

حفاظتِ قرآن کریم:

یہ بات تو معلوم ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ پاک میں ہی قرآن حکیم پایہ تکمیل کو پہنچا۔ تو سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں قرآن مجید ایک "مصحف" میں کیوں جمع نہ ہو سکا؟ تو اس کے بارے میں علامہ زرکشی لکھتے ہیں:

"وانما ترك جمعه في مصحف واحد، لانّ النسخ كان يرد على بعض، فلو جمعه ثم رفعت تلاوة بعض لادي إلى الاختلاف واختلاط الدين، فحفظه الله القلوب الى انقضاء زمان النسخ، ثم وفق لجمعه الخلفاء الراشدين"(۱۷)

"آپ ﷺ نے اس لئے بھی ایک مصحف میں جمع نہیں فرمایا کیوں کہ قرآن میں نسخ واقع ہو رہا تھا، اگر آپ جمع کر دیتے پھر کچھ حصے کی تلاوت منسوخ ہو جاتی تو یہ اختلاف اور دین میں اختلاط کا سبب بنتا۔ جب اس کا نزول مکمل ہو گیا اور زمانہ نسخ کے اختتام تک یہ قرآن سینوں میں محفوظ بھی رہا اور آپ کی وفات ہو گئی تو اللہ تعالی نے خلفائے راشدین کو اس کے جمع کرنے کا الہام کر دیا"

اس کے علاوہ "قرآن کریم میں آیات و سورہ کی ترتیب نزولی نہیں تھی، اگر اس وقت قرآن ایک مصحف میں جمع کر دیا جاتا تو یہ ترتیب ہر نزول کے وقت ہی تبدیلی کا سامنا کرتی۔ اس لئے صحابہ کے مابین جب کسی آیت میں اختلاف ہوتا تو وہ مکتوب قرآن کے بجائے رسول ﷺ سے رجوع کرتے"(۱۸)

اس لئے عہد نبوی ﷺ میں جو بھی مسئلہ درپیش ہوتا آپ ﷺ اسے بذات خود حل فرماتے۔ پھر جوں جوں اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا قرآن پڑھنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی جن میں زیادہ تر حفاظ تھے۔ اس لئے لکھنے پڑھنے کے لئے زیادہ تر کام حافظے سے لیا جاتا تھا۔ اور یہ حفاظ زیادہ اصحاب صفہ میں سے ہی تھے اور قرآن حکیم نے ان اصحاب صفہ کی شان بھی بیان کی ہے۔ سورہ عنکبوت میں ارشاد باری تعالی ہے:

''بَلْ هو آيَات بَيِّنَات فِيْ صُدُورِ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ''(١٩)

"قرآن کی کھلی ہوئی آیتوں کا مجموعہ ہے جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں"

حفاظت قرآن کے سلسلے کے آغاز اگرچہ عہد نبوی ﷺ میں نزول قرآن کے ساتھ اصحاب صفہ نے شروع کر لیا تھا۔ لیکن یہ ارتقاء غیر شعوری طور پر ہوا اور تدوین کا عمل نہیں ہو سکا۔ اس کی اہم وجوہات کچھ یوں ہیں۔

الف: قرآن مجید خود مکمل صحیفہ کی شکل میں موجود نہ تھا۔

ب: عہد نبوی میں علوم القرآن کی تدوین سے زیادہ قرآن کو حفظ کرنا ضروری تھا۔

علامہ شمس الحق افغانی عہد نبوی ﷺ میں قرآن حکیم کے مدون نہ ہونے کی وجوہات کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں:

"الف: عہد نبوی ﷺ میں وہ اسباب پیدا نہیں ہوئے تھے جو عہد صدیقی میں ہوئے۔

ب: عہد نبوی ﷺ میں تحریر کی وہ سہولتیں موجود نہیں تھیں جو عہد صدیقی میں موجود تھی مثلاً کاغذ، دیگر ادویات کتابت (٢٠)"

تفسیرِ قرآن اور مفسرین اصحاب صفہ:

قرآنی علوم اور علوم نبوی ﷺ میں سے ایک اہم علم ہے۔ تفسیر قرآن کریم کا عمل صحابہ کرام کے دور میں ہی شروع ہو چکا تھا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو مفسر قرآن خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے اپنے فکر و شعور اور اجتہادی بصیرت کو کام میں لاتے ہوئے قرآنی آیات سے نت نئے نکات دریافت کیے جس کی وجہ سے کچھ صحابہ کرام کو اس فن میں جامعیت حاصل ہو گئی، مفسرین صحابہ کرام کی تعداد بہت کم ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے صرف دس صحابہ کرام کے نام جمع کیے ہیں۔ جن کا شمار اکابر صحابہ اور مفسرین قرآن میں ہوتا ہے۔ اور ان دس صحابہ کرام کا شمار درسگاہ صفہ کے فاضلین میں ہوتا ہے۔ جن میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(١) حضرت علی بن ابی طالب (٢) حضرت ابو ہریرہ۔ (٣) حضرت عبد اللہ بن عباس (٤) حضرت جابر بن عبد اللہ۔ (٥) حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ (٦) حضرت ابی بن کعب۔ (٧) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان اصحاب صفہ کو تفسیر قرآن میں انتہائی اعلی مقام و مرتبہ حاصل ہے اور تفسیر آیات قرآنی میں ان کی رائے و فکر کو ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔

قرأتِ قرآن:

علوم نبوی ﷺ میں سے ایک علم قرأت قرآن سے متعلق ہے۔ اور اس فن میں اصحاب صفہ میں سے چار صحابہ کو خاص شہرت حاصل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں حکم بھی دیا ہے کہ قرآن حکیم ان چار افراد سے لو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"خذوا القرآن من اربعة من ابن ام عبد فبدأ به ومعاذ بن جبل، وأبي بن كعب وسالم مولى ابى حذيفة"(٢١)

"حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کریم کو چار افراد سے لو، عبد اللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب""

اس کے علاہ دیگر صحابہ میں سے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت اُبی ابن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو درداء اور حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

کتابتِ قرآن:

عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن ایک مصحف میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اس کتابِ روشن سے نکلنے والے علوم کی تدوین غیر شعوری رہی۔ ان علوم کے ماہر صحابہ ہی تھے جن کے پاس قرآن پاک کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا۔ کیونکہ جب وحی کا نزول ہوتا تو مختلف کاتبانِ وحی موجود ہوتے تھے۔ جو نازل شدہ حصہ فوراً لکھتے، اور قرآن مجید کو مختلف چیزوں پر لکھا جاتا تھا۔

عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن مجید جمع کرنے والے وہ صحابہ کرام تھے جن کے پاس سب سے زیادہ قرآن محفوظ رہا اور ان میں وہی صحابہ کرام تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ زیادہ وقت گزارا۔ ان کا شمار بھی اصحاب صفہ میں ہوتا ہے۔ امام بخاری نے تین احادیث روایت کی ہیں جن میں ان صحابہ کے نام ہیں جن کے پاس قرآن جمع رہا۔ عہد نبوی ﷺ میں بھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی۔

"عن قتادة يقول جمع القرآن على عهد رسول الله ﷺ أربعة كلهم من الأنصار معاذ بن جبل، وأبي بن كعب، و زيد بن ثابت و أبو زيد"(۲۲)

"حضرت قتادہ نے کہا: چار آدمیوں نے قرآن کے جمع و تدوین میں مرکزی کردار ادا کیا جو انصاری تھے، ابی بن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبل اور ابو زید"

لہذا قرآن کی حفاظت کا اصل دارو مدار تو حفظ پر تھا مگر آپ ﷺ پر جب وحی کا نزول ہوتا تو کاتبان وحی کو آپ ﷺ لکھوایا کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ اس آیت کو فلاں آیت اور اس سورت کو فلاں سورت کے بعد لکھا جائے اور اس وقت صحابہ (کاتبان وحی) قرآن کی آیات کو مختلف صحیفوں پر محفوظ فرماتے۔

علم القواعد:

علوم نبوی ﷺ میں ایک اہم ترین علم "علم القواعد" ہے۔ اگرچہ عرب اہل لسان تھے مگر قواعد سے نابلد تھے۔ تو اصحاب صفہ میں حضرت علی اس فن میں نام کر گئے۔ چونکہ حصول علم کے دوران حضرت علی قرآن مجید کے بہت سے علوم سے واقف ہو گئے تھے جس میں زیادہ نمایاں قرآن کے قواعد و نحو سے متعلق قواعد اور علوم ہیں۔ آپ کی اس مہارت کے بارے میں ڈاکٹر صالح لکھتے ہیں:

"حضرت علی کے دور میں آپ نے ابو الاسود (متوفی ۶۹ھ) کو نحو کے قوانین مرتب کرنے کا کام دیا تاکہ عربی زبان کا تحفظ کیا جاسکے اس طرح نحو کے قواعد مرتب کرنے سے علم اعراب القرآن کی بنیاد قائم ہوئی"(۲۳)

اس کے علاوہ اپنے عہد خلافت میں حروف پر نقطے بھی لگوائے۔ اور جن حروف کی آواز زبان کے اوپر سے آتی ہے ان کے اوپر اور جن کی آواز زبان کے نیچے سے آتی ہے۔ ان کے نیچے نقطے لگوائے گئے۔ کیونکہ آپ کو قرآنی قواعد سے آگاہی تھی۔ اس لیے آپ نے" قواعد تحریر کرنے کی طرف توجہ دی"(۲۴)

علم ناسخ و منسوخ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علوم نبوی ﷺ میں سے علم ناسخ و منسوخ میں کمال حاصل تھا، آپ اس علم کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور جن لوگوں کو اس میں ادراک نہیں تھا آپ ان کو درس و وعظ سے روک دیتے تھے۔" چنانچہ کوفہ کی جامع مسجد میں جو شخص

وعظ و تذکیر کرنا چاہتا تھا، اس سے پہلے آپ دریافت فرماتے تھے کہ تم کو ناسخ و منسوخ کا بھی علم ہے ؟ اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو اس کو زجر و توبیخ فرماتے اور درس و وعظ سے روک دیتے تھے"(۲۵)

علم القضاء والافتاء:

حضرت علی کا شمار بھی اصحاب صفہ اور اہل بیت میں ہوتا ہے۔ حضرت علی بہترین قاضی و متقی ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کے اسرار و رموز کے بھی عظیم عالم تھے۔ حضرت علی خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"والله ما نزلت آية إلا وقد علمت فيما نزلت و أين نزلت"(٢٦)

"خدا کی قسم: میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ یہ کہاں اور کیوں اور کس کے حق میں نازل ہوئی"

اصحاب صفہ میں سے حضرت علی کا علم فتاوی، اقوال اور دوسرے معاملات میں اس بات کے شاہد ہیں کہ آپ کا علم عملی طور پر صحابہ سے افضل تھا۔ اس کے علاوہ حضرت علی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أنا دار الحكمة وعليّ بابها" (۲۷)"میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"۔

علم تصوف (تزکیہ و سلوک): بعثت انبیاء کا مقصود حقیقی نفوس انسانی کا تزکیہ ہے اور یہ مدرسہ صفہ کے نصاب کا اہم ترین مضمون بھی تھا۔ اس کے علاوہ خود باری تعالیٰ نے اس اہم مضمون کا ذکر قرآن حکیم میں بھی کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ"(۲۸)

"ہم نے تم ہی میں سے تمہاری طرف رسول کو مبعوث فرمایا جو تمہیں ہماری آیتیں سناتا اور تمہارے دلوں کو صاف کرتا ہے"

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی صوفی و تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ولم يسمّ أهل التصوف إلاالتصفية باطنهم بنور المعرفة والتوحيد أو لأنهم انتسبوا لأصحاب الصفة أو للبسهم الصوف للمبتدي صوف الغنم"(۲۹)

"اہل تصوف کی وجہ تسمیہ یا تو یہ ہے کہ وہ نور معرفت و توحید سے اپنے باطن کا تصفیہ کرتے ہیں، یا یہ کہ وہ اصحاب صفہ جیسی (فقیرانہ) زندگی گزارتے ہیں، یا پھر کہ وہ صوف (اون) کا لباس زیب تن کرتے ہیں"

تمام صحابہ کرام کے حالات کم و بیش ایک ہی نوعیت کے تھے لیکن اصحاب صفہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ دن میں کسب معاش اور رات میں تعلیم و تعلم ان کا مشغلہ تھا، ان کی زندگی عبادت، تعلیم قرآن و سنت کے لیے وقف تھی "یہ تمام امور ان اہل صفہ کے اوصاف تھے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے۔ اس لیے کہ وہ غریب الوطن، فقیر اور مہاجر تھے"(۳۰)

چونکہ تصوف میں ظاہری و باطنی علوم سے بحث کی جاتی ہے اور شریعت محمدی ﷺ میں علوم کے ان دونوں مجموعوں کو ایک ہی شخصیت میں جمع کیا گیا کیوں کہ آپ ﷺ کی شخصیت تمام علوم کا مجموعہ تھی اور آپ پر نازل کی جانے والی کتاب بھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دو نوع کے علوم سیکھے ایک تو وہ جو بیان کر دیا اور دوسرا علم اگر بیان کروں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں"(۳۱)

چوں کہ اصحاب رسول پر رسول اللہ ﷺ کی بلا امتیاز یکساں محنت اور توجہ ہونے کے باوجود بھی صحابہ کرام کا فہم و فراست یکساں نہیں تھا یعنی ہر صحابی حضرت عمر، حضرت علی، یا حضرت ابن مسعود جیسے فہم و فراست کے مالک نہیں تھے اور جو اکتساب علم انہوں نے رسول کریم ﷺ سے کیا کہ وہ فیصلہ قرآن اور اسوہ رسول اکرم کی مجموعی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے دیا کرتے تھے، نہ کہ کسی خاص آیت سے حاصل کردہ علم کی بنیاد پر، اس وقت اسلام کی ایک ہی ظاہری صورت تھی اور باطنی حالت سے مراد اس کے عمل کا اخلاص ہوتا تھا اور یہ کیفیت حاصل کرنے کے لیے انہیں صوفیہ کا کوئی مخصوص طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی، اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحبت نبوی ﷺ کے اثرات ان پر نمایاں تھے۔ اور سلسلہ تصوف کے تمام سلاسل کی نسبت اصحاب صفہ میں سے حضرت ابو بکر صدیق ہی کی طرف جاتی ہے۔

کتابتِ حدیث:

رسول اللہ ﷺ کے اقوال و فرامین کو لکھنا اور اس کا محفوظ رکھنا بھی اصحاب صفہ کا ایم ترین اور نمایاں کارنامہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایک قول آج مسلمانوں کے پاس سند صحیحہ کے ساتھ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کتابتِ

حدیث کا انداز یہ ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ درمیان محفل میں تشریف فرما ہوتے اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے اردد گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے ،تو جو کچھ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تو کچھ صحابہ اس کو لکھ کر محفوظ کرتے اور کچھ یاد کر کے محفوظ کر لیتے۔ کیونکہ کتابتِ حدیث کے حوالے سے آغاز میں صحابہ کرام میں اختلاف تھا۔ لیکن بہر حال دونوں نے احادیث کو محفوظ رکھا اور امت تک ہو بہو پہنچا کر اپنا فریضہ سر انجام دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور جو کچھ آپ ﷺ سے سنتے، اسے لکھ لیا کرتے تھے"(۳۲)

الغرض اصحاب صفہ نے علوم نبوی ﷺ کے فروغ میں اور امت تک پہنچانے میں اپنا حقیقی کردار ادا کیا۔

اصول فقہ واجتہاد:

عہد نبوی ﷺ میں جن مسائل سے متعلق کوئی نص موجود نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کا حکم سب کے لیے واجب الاطاعت قرار پاتا۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام صرف ضرورت پیش آنے پر مسئلہ دریافت کرتے، فرضی مسائل سے متعلق بحث نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں کثرتِ سوال اور فرضی سوال پوچھنے سے منع کیا گیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یَا اَیّھا الَّذِیْنَ آمَنُواْ لاَ تَسْاَلُواْ عَنْ اَشْیَاء اِن تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ''(۳۳)

"مسلمانو! ان چیزوں کی نسبت سوالات نہ کرو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں"

یہی وجہ ہے کہ اصحاب صفہ میں سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "صحابہ کرام صرف وہی مسائل دریافت کرتے جو مفید ہوتے"۔ اسی کے ضمن میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ "میں لکھتے ہیں:

"ہر صحابی کو جس قدر اللہ نے توفیق دی، آپ ﷺ کی عبادت، فتاوی، اور قضایا کو دیکھنے کا موقع ملا تو انہوں نے اسے محفوظ و مدوّن کیا، سمجھا اور قرائن کے ذریعے ہر چیز کی وجہ معلوم کی۔ اور قرآئن فقہ و شریعت جو صحابہ کرام کو بخوبی معلوم تھے ان کے ذریعے بعض کو اباحت پر اور بعض کو نسخ پر محمول کیا۔ اور صحابہ کرام کے نزدیک معتمد علیہ بات یہی تھی کہ اطمینان اور یقین و سکون حاصل ہو جائے، اور استدلال کے مختلف طریقوں کی جانب ان کی توجہ نہیں تھی جیسے کہ تم دیکھتے ہو، کہ اعرابی لوگ تصریح یا اشارہ کنایہ سے ہی

مقصود کلام سمجھ جاتے ہیں اور انہیں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ سب کیسے ہوا؟ آخر کار آپ ﷺ کا عہد ختم ہوا اور صحابہ کرام اس حالت پر تھے"(۳۴)

علم اللّسان:

نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لے گئے تو اس وقت اصحاب صفہ میں سے حضرت زید بن ثابت کی عمر گیارہ سال تھی رسول اللہ ﷺ نے یہود پر عدم اعتماد ظاہر کرتے ہوئے ان کی زبان و تحریر سیکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نصف مہینہ میں ہی یہودی زبان و تحریر پر قادر ہو گیا اور اتنا ماہر ہو گیا کہ یہود کی طرف سے جو خط آتے تھے ان کو آپ کے سامنے ہی پڑھتا تھا۔ حضرت زید ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ یہود کی زبان سیکھو پھر میں نے اس کو پندرہ دن میں سیکھ لیا"(۳۵)

اصحاب صفہ میں سے حضرت زید کا شمار رسول اللہ ﷺ کے انتہائی قریبی صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ سے حضور ﷺ کو انتہائی محبت تھی۔ کیونکہ آپ نے دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر سب کچھ چھوڑ رکھا تھا۔ حضرت زید نبی کریم ﷺ کی خدمت ومعیت میں رہ کر اس وقت کے شاہان کو خط لکھا کرتے تھے اور ساتھ ہی وحی لکھنے پر بھی مامور تھے۔ آپ کے بارے میں منقول ہے:

''وكان زيد بن ثابت يكتب إلي الملوك مع ماكان يكتبه من الوحي"(٣٦)

"حضرت زید بن ثابت بادشاہوں کی طرف خطوط لکھنے کے ساتھ ساتھ وحی بھی لکھتے تھے"

اختیاری مضامین:

اس کے علاوہ اصحاب صفہ کے نصاب میں کچھ اختیاری مضامین بھی تھے۔ جو انہوں نے حصول کے بعد اس وقت کے معاشرہ کے محروم افراد کو سکھائے اور معاشرہ کو بہتر سے بہتر افراد دینے میں اپنا کردار ادا کیا۔ علوم نبوی ﷺ کی اشاعت اور فروغ کا ذریعہ بھی بنے۔ جن میں سے فن کتابت، خوش خطی، علم طب، علم میراث، علم حساب، تاریخ اقوام عالم، علم انساب، علم تعبیر، علم موسمیات وغیرہ شامل ہیں۔ جس پر اہل علم نے تحقیق کر کے اصحاب صفہ میں سے ان حضرات کے نام بھی بتائے ہیں جو اس فن میں یکتائے روزگار اور مختلف علوم وفنون کے امام تھے۔

الغرض اصحاب صفہ ہی وہ بنیادی اصحاب ہیں جن کے ذریعے علوم نبوی ﷺ اپنی آپ و تاب کے ساتھ آج تک محفوظ ہیں۔ اور ان ہی کا امت مسلمہ پر یہ سب سے بڑا احسان ہے۔ اب اس احسان کے اتارنے کا اور ان کا حق ادا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان علوم کو ہر زمانے کے انسانوں تک پہنچایا جائے۔ تاکہ انسانی معاشرہ علوم قرآنی اور علوم نبوی ﷺ سے کماحقہ مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ خالق کے منشاء حقیقی کو سمجھنے اور اس کو پانے میں کامیاب ہونے اور معاشرہ میں علوم نبوی ﷺ کی آبیاری جاری وساری رہے۔ چوں کہ اب رسالت اور نئے دین کا راستہ بند ہو چکا ہے اور یہ وہ علوم ہیں جو تا قیامت کافی ہیں۔ اس لیے ان علوم کا فروغ عصر حاضر میں ہر ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ جس طرح دین کا ابلاغ اور اسلام کی تبلیغ اور اسکی نشر واشاعت امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے بالکل اسی طرح علومِ نبوی ﷺ کی نشر واشاعت اور تعلیمات نبوی ﷺ کا فروغ بھی امت کا دینی و ملّی فریضہ ہے۔

خلاصہ بحث:

دنیا میں کچھ ادارے اور کچھ اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو رہتی دنیا تک کے لیے ایک ایسا کارنامہ سر انجام دے جاتے ہیں جو کبھی بھی تاریخ کے نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ ان اداروں میں ایک ادارہ عہد نبوی ﷺ کی بے مثال درس گاہ اور مدینۃ النبی ﷺ کی تاریخ ساز جامعہ "صفہ" ہے۔ جس کے براہ راست معلم و عربی رسول انور ﷺ تھے۔ آپ ﷺ ادارے کے بانی، مؤسس، صدر مدرس، معلم تھے۔ آپ ﷺ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت کے انوار سیکھتے، اور اپنے رب کی طرف سے آپ ﷺ کی معیت کے لیے منتخب کردہ افراد (صحابہ کرام) کو سکھاتے۔ اور صحابہ کرام ان ارشادات پر فوری عمل بجالاتے اور اپنے لیے حرزِ جان بنالیتے۔ یہی نہیں جب صحابہ کرام نے دین اسلام کی اس اولین دینی درسگاہ "صفہ" سے ان اعلیٰ علوم کو حاصل کیا تو اس کے بعد انہوں نے ان علوم کو ہو بہو بلا کسی کمی وزیادتی کے شرق وغرب میں پھیلایا۔ جس کی بدولت رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں دین اسلام عرب سے نکل کر عجم میں اپنے قدم جما گیا اور پھر دنیا نے وہ دن بھی دیکھا کہ ان علوم نبوی ﷺ کی برکت سے دین اسلام کا جھنڈا طویل عرصہ تک بلند رہا۔ مختصر یہ کہ "اصحابِ صفّہ" نے خیر القرون کے قرنِ اول میں علومِ نبوی ﷺ کے فروغ اور اس کی ترویج واشاعت میں ہمہ جہت علمی اور دینی خدمات انجام دیں۔ ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن وسنّت کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ فقہ وفتاویٰ مسندوں کو زینت بخشی، حدیث وسنّت کی اشاعت اور تدوین میں بھرپور کردار ادا کیا، علومِ نبوی ﷺ کو فروغ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے مثالی پیغام اور تعلیمات کو دنیا تک پہنچایا۔ ان حضرات نے جہاں بھی سکونت اختیار کی، یا جہاں بھی انہیں بھیجا گیا وہاں بھی انہوں نے علم کی شمع روشن کی، ان

تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ "صفّہ" در حقیقت علم و دانش کا ایک مرکز اور گہوارہ تھا۔ جہاں سے نورِ نبوّت اور علم نبوی ﷺ کی کرنیں پھوٹیں اور اصحابِ صفّہ کی بے مثال کوشش و کاوش اور ابلاغ کی بدولت پورا عالَم ان کے نور سے منوّر ہو گیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ایک بار پھر علوم نبوی ﷺ کی منتقلی کو اثر انگیز بنانے کے ساتھ ساتھ ان علوم کے فروغ کے لیے بحیثیتِ فرد، قوم، ریاست اپنا کردار ادا کیا جائے اور دنیا کو حقیقی علوم سے بہرور کیا جائے۔ جس سے معاشرہ نہ صرف ارتقاء کی جانب گامزن ہو گا۔ بلکہ ایک مثالی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل کی رہ ہموار ہو گی۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) جرجانی، سید شریف "التعریفات"، المکتبہ الحمادیہ، کراچی، ۱۹۸۳م، ص ۱۳۵۔

(۲) لویس معلوف "المنجد"، دارالاشاعت، کراچی ۱۹۶۰م، ص ۸۳۶۔

(۳) الغزالی، ابو حامد، محمد بن احمد، امام (م ۵۰۵ھ) "احیاء علوم الدین"، نورانی کتب خانہ، پشاور، ۱۹۹۱م، ج ۱، ص ۴۱۔

(۴) سید مسعود احمد "قرآن کا تصور علم"، مشمولہ، تعمیر افکار، قرآن نمبر، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، شمارہ ۱۰۰، ج ۱۱، مئی تا جولائی، ۲۰۱۰م، ج ۱، ص ۳۸۱۔

(۵) القرآن: ۵۶: ۳۰۔

(۶) القرآن: ۲۴: ۲۷۔

(۷) القرآن: ۱۱: ۵۸۔

(۸) القرآن: ۲۸: ۳۵۔

(۹) القرآن: ۶۸: ۱۲۔

(۱۰) القرآن: ۴۳: ۱۶۔

(۱۱) سید مسعود احمد "قرآن کا تصور علم"، مشمولہ، تعمیر افکار قرآن نمبر، زوار اکیڈمی پبلی کشنز، ج ۱، ص ۳۸۱، محولہ بالا۔

(۱۲) مودودی، ابو الاعلی، سید "تفہیم القرآن"، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۹۲م، ج ۱، ص ۴۷۹۔

(۱۳) شاطبی، ابراہیم بن موسی "الموافقات فی اصول الشریعہ"، المکتبۃ التجاریہ، مصر، ۱۳۳۵ھ، ج ۱، ص ۳۲۔

(۱۴) محمد سعد صدیقی، ڈاکٹر "علم تفسیر عہد بہ عہد"، مطبع ادبستان، لاہور، ۲۰۰۱م، ص ۱۰۴۔

(۱۵) ایضاً، ص ۱۰۱۔

(۱۶۔الف) ابنِ سعد الطبقات الکبریٰ، بیروت، دار صادر، ۲/ ۳۷۵۔

(۱۶۔ب) یہ تمام علوم مختلف انسائیکلوپیڈیا سے یکجا کیے گئے ہیں۔ جن میں سر فہرست اردو دائرہ معارف اسلامیہ ہے۔ جلد نمبر ۲/۱۶ میں تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۷) زرکشی، محمد بن عبد اللہ "البرہان فی علوم القرآن"، دار احیاء الکتب، مصر، ۱۹۵۷م، ج۱، ص، ۲۳۵۔

(۱۸) محمد ادریس، ڈاکٹر "قرآن کریم اور اس کے چند مباحث"، الہدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۲م، ص ۱۳۰۔

(۱۹) القرآن: ۲۹:۴۹۔

(۲۰) افغانی، شمس الحق، مولانا "علوم القرآن"، دستور پرنٹنگ پریس، بہاول پور، ۱۹۶۹م، ص ۱۱۳۔

(۲۱) مسلم بن حجاج التشیری، "صحیح مسلم" باب فضل ابی بن کعب وجماعۃ من الانصار، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۹۵م، ج۷، ص ۱۱۲۰۔

(۲۲) افغانی، شمس الحق، مولانا "علوم القرآن" ص ۱۱۳، محولہ بالا۔

(۲۳) صبحی صالح، ڈاکٹر "مباحث فی علوم القرآن"، مطبعہ الجامعہ السوریہ، دمشق، ۱۹۵۸م، ص، ۱۷۰۔

(۲۴) اسی وجہ سے اہل علم حضرت علی بن ابی طالب کو امام النحو بھی کہتے ہیں۔

(۲۵) ندوی، شاہ معین الدین "خلفائے راشدین"، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، س، ن، ص ۳۰۴۔

(۲۶) ابن سعد، محمد البصری (م ۲۳۰ھ) "الطبقات الکبری"، مطبعہ لیدن، بریل، ۱۳۳۰ھ، ج۲، جز۲، ص ۱۰۱۔

(۲۷) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، (م ۲۷۹)، جامع الترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب، اسلامی کتب خانہ، لاہور، س ن، ج۲، ص ۶۱۶۔

(۲۸) القرآن، ۱۵۱:۲۔

(۲۹) جیلانی، عبد القادر، "سر الاسرار و مظہر الانوار"، مکتبہ العلم، مصر، س، ن، ص ۳۶۔

(۳۰) الکلابازی، یعقوب البخاری، "التعرف لمذہب اہل التصوف"، دار الکتب، بیروت، ۱۹۳۳م، ص ۱۱، ۱۰۔

(۳۱) البخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) "صحیح البخاری" مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۲۶۵ھ، ج۱، ص ۵۹۔

(۳۲) الھیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، دار الکتاب، بیروت، ۱۹۹۴م، ج۱، ص ۱۵۱۔

(۳۳) القرآن، ۵:۱۰۱۔

(۳۴) دہلوی، شاہ ولی اللہ، (م ۱۱۷۶ھ) حجۃ اللہ البالغہ، مترجم، مولانا منظور الوجیدی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۳۹۱ھ، ج۱، ص ۳۵۴۔

(۳۵) ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، (م ۷۷۴ھ) "البدایہ والنہایہ"، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۵۱ھ، ج، ۵، ص، ۳۸۹۔

(۳۶) الجھشیاری، محمد بن عبدوس، الوزراء والکتاب، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۹۳۸م، ص ۱۲۔